عربوں کی نسب شناسی

مدثر حمید*

علم الانساب کو اگر صرف تعارف کے لیے حاصل کیا جائے تو یہ ایک شاندار و برتر اور عظیم علم ہے۔ اسی لئے شریعت اسلامیہ نے بھی اس علم کو سیکھنے کی تاکید کی ہے اور اس علم کے سیکھنے کو فضیلت کا موجب قرار دیا ہے۔ علامہ سمعانی (م ۵۶۲ھ) اس علم کو نعمت قرار دیتے ہیں۔(۱) ابن عبد ربہ (م ۳۲۸ھ/ ۹۴۰ء) کا خیال ہے: فمن لم یعرف النسب لم یعرف الناس، ومن لم یعرف الناس لم یعد من الناس"(۲) (جو شخص نسب کے بارے میں نہیں جانتا وہ لوگوں کو نہیں پہچان سکتا، اور جو لوگوں کو پہچان نہ سکے اسے لوگوں میں شمار نہیں کیا جا سکتا)۔ علامہ سمعانی علم الانساب کو ایک اہم علم قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: "کان علم المعارف والأنساب لهذه الأمة من أهم العلوم التی وضعها الله سبحانه وتعالیٰ فیهم"(۳)۔ اس امت کے لیے علم معرفت نسب بہت اہم علوم میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بہت سے انبیاء کی پیدائش کے واقعات بیان کئے ہیں، دراصل یہ بھی علم الانساب ہی ہے۔ ایک حدیث میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نسب کا ذکر یوں فرمایا: "نحن بنو النضر بن كنانة"(۴) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے افخاذ کا ذکر کیا اور مختلف قبائل کو مختلف قبائل پر ترجیح دی۔ آپ ﷺ نے بنی نجار کو مقدم کیا، پھر عبد الاشہل کو، پھر بنی حارث بن خزرج کو، پھر بنی ساعدہ کو، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "وفی كل دور الانصار خير" (۵) (انصار کے ہر گھرانے میں بھلائی ہے)۔ پھر آپ ﷺ نے بنی تمیم، بنی عامر بن صعصعہ اور غطفان کا ذکر کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ مزینہ، جہینہ، اسلم اور غفار قیامت کے دن ان میں سے بہترین ہوں گے۔(۶) اور آپ ﷺ نے کثرت رجال کی وجہ سے بنو تمیم کا ذکر کیا اور یہ بتایا کہ بنی عنبر بن عمرو بن تمیم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ (۷) (اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ) کا حکم آیا تو تبلیغ و دعوت کے لئے "جعل النبی صلی الله علیه وسلم یدعوهم قبائل قبائل ینادی: یا بنی فهر، یا بنی عدیّ"(۸)۔ (آپ ﷺ نے قریش کو قبیلہ قبیلہ کر کے ان کے قبائل کے نام سے پکارا تھا) یہ بھی علم انساب ہے اور اس روایت سے علم الانساب کی اہمیت بجا طور پر عیاں ہوتی ہے۔ ابن حزم (م ۴۵۶ھ

* لیکچرار، گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین، کوپر روڈ، لاہور، پاکستان۔

/۱۰۶۳ء) اپنی کتاب کے مقدمہ میں ان لوگوں کی تردید کرتے ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ علم الانساب ایک غیر مفید علم ہے اور اس کے نہ جاننے سے کوئی نقصان نہیں اور یہ قول کہ: "إنّ علمَ النسب علمٌ لا ينفع وجهالته لا تضرُّ"(۹) (بے شک علم الانساب غیر نافع علم ہے اور اس کا نہ جاننا غیر مضر ہے)۔ بالکل غلط ہے اس کے برعکس وہ قول درست ہے جس میں کہا گیا ہے کہ: (وأنه علمٌ ينفع وجهله يضرٌ) یہ علم نافع ہے اور اس کا نہ جاننا مضر ہے۔

ابن حزم نے مذکورہ قول کے ابطال کی دو وجوہ بیان کی ہیں:

۱۔ یہ قول نقلاً صحیح نہیں ہے اور اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا ہر صاحب دین کے لئے حرام ہے۔ اگر کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات منسوب کرتا ہے جو انہوں نے ارشاد نہیں فرمائی تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد "تعلموا أنسابكم"(۱۰) واضح دلیل ہے کہ علم الانساب ایک سودمند علم ہے اور اس علم سے بے خبری دنیا اور آخرت دونوں میں نقصان پہنچاتی ہے۔ سمعانی (م۵۶۲ھ/۱۱۶۶ء) نے اپنی کتاب الانساب میں ابن حزم کی اس بات کی تائید کی ہے(۱۱)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ (م۲۳ھ/۶۴۴ء)، نے بھی علم الانساب کے حصول پر زور دیا اور ارشاد فرمایا کہ جس طرح ستاروں کا علم فائدہ دیتا ہے، اسی طرح انساب کا علم بھی سودمند ہے، انہوں نے فرمایا: "تَعَلَّمُوا مِنَ النُّجُومِ مَا تهتدونَ بِهِ فِي البرِّ وَالْبَحْرِ ثُمَّ انْتَهُوا، وَتَعَلَّمُوا مِن الاَنْسَابِ مَا تَصِلُوْنَ بِهِ اَرْحَامَكُمْ وَتعرفُوْن به ما يَحِلُّ لَكُمْ مَمَّا حُرِّمَ عَليكم مِنَ النِساءِ ثُمَّ انتهوا"(۱۲) (علم نجوم اس قدر سیکھو جس کے ذریعے تم خشکی وسمندر میں رہنمائی حاصل کرسکو، اور انساب کا علم اس قدر حاصل کرو جس کے ذریعے تم صلہ رحمی کرسکو اور جان سکو کہ تمہارے لئے کون سی عورتیں حلال اور حرام ہیں)۔

ابن حزم علم الانساب کی افادیت وضرورت پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں کہ بعض فقہا نے عربوں اور عجمیوں کے درمیان جزیے اور غلام بنانے میں فرق روا رکھا ہے انصار اور اہل کتاب سے جزیہ اور صدقہ کے حکم کے بارے میں فرق رکھا ہے۔ لہٰذا علم نسب کا جاننا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے اور اس کے حصول کی حاجت وضرورت بڑھ جاتی ہے۔(۱۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیوان کو بھی قبائل کے اعتبار سے بنایا تھا۔ ان کے زمانہ میں باقاعدہ ایک رجسٹر اس کام کے لئے رکھا گیا تھا۔ قریش وانصار کے نام رجسٹروں درج کروائے۔ ان کے مراتب کے لحاظ سے تنخواہیں اور وظائف مقرر کیے۔ جو لوگ جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے ان کی تنخواہیں سب سے زیادہ تھیں، اس کے بعد مہاجرین حبشہ اور مجاہدین کا درجہ تھا۔ اگر علم نسب نہ ہوتا تو وہ یہ کام نہ کرسکتے۔ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور دیگر

خلفاء نے اس میں ان کا اتباع کیا تھا۔ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ بذات خود ماہر علم انساب بھی تھے۔

بعض فقہا نے اہل جاہلیت کے انساب کی طرف نسبت کو نا پسند کیا ہے۔ ابن حزم اس بات کو غلط قرار دیتے ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا:

اَنَا النبیُّ لا کَذِب اَنَا ابنُ عبدِ المطلب(١٤)

حضرت ابوبکر صدیقؓ (م۱۳ھ/۶۳۴ء) تمام اصحاب سے زیادہ علم الانساب میں ماہر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابتؓ (م۵۴ھ/۶۷۳ء) کو قریش کا نسب جاننے کے لیے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے مدد لینے کی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا: "لا تعجل وأتِ أبا بکر الصدیق فإنه أعلم قریش بأنسابها حتی یلخص لك نسبی"(۱۵) (جلدی نہ کرو، ابوبکر صدیقؓ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ قریش کے انساب کے بارے میں سب سے زیادہ جانتے ہیں تاکہ تمہارے لئے میرے نسب کا خلاصہ بیان کریں)۔ علم الانساب کی اہمیت وضرورت اس لحاظ سے مزید بڑھ جاتی ہے کہ خود شریعت نے اور شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے اس علم کو سیکھنے کا حکم دیا ہے اور اپنا نسب چھوڑ کر کسی اور کی طرف منسوب کرنے والے شخص کو دوزخ میں ٹھکانے کی وعید سنائی ہے۔

"عن أبی ذرّ رضی اللّٰه عنه، أنه سَمِعَ النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یقولُ: "لَیْسَ مِنْ رَجُلٍ ادّعٰی لِغَیْرِ أَبِیْهِ، وَهُوَ یَعْلَمُهُ، إلا کَفَرَ، ومن ادّعَی قوماً لَیْس لَهُ فِیْهِم نَسَبٌ فَلْیَتَبوّا مقعدَهُ من النّار"۔(۱۶) (سیدنا ابوذرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو جان بوجھ کر اپنا باپ بنایا وہ کافر ہوگیا۔ اور جو شخص اپنے آپ کو کسی دوسری قوم کا فرد بتلائے جس میں اس کا نسب نہیں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے)۔

اسلام نے قبائل وشعوب کی بنا پر ترجیح کے تصور کے مقابلے میں تقوی کو معیارِ اکرمیت قرار دیا۔ اگرچہ بعض لوگوں میں نسبی تفاخر کے خیالات مکمل طور پر ختم نہ ہوئے۔ تاہم یہ تسلیم شدہ ہے کہ قبائل وشعوب کی بنا پر فخر یہ جذبات کی اسلام نے بڑی حوصلہ شکنی کی ہے۔ قرآن مجید میں اس کا بالصراحت ذکر موجود ہے: **إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ**(۱۷) اور حدیث شریف میں ہے: "لا تفتخروا بآبائکم"(۱۸) (اپنے آباء واجداد پر فخر نہ کرو)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ونسب پر فخر کو جاہلیت کی علامت قرار دیا اور انسانوں کو صرف دو اقسام یعنی مؤمن متقی اور فاجر شقی میں تقسیم کیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگ اپنے ان آباء واجداد پر فخر کرنے سے باز آجائیں جو مر چکے ہیں۔ وہ جہنم کا ایندھن ہیں۔ ورنہ وہ اللہ کے نزدیک اس کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہوں گے جو اپنی ناک سے نجاست دھکیلتا ہے''۔ "إنَّ اللّٰه قد أذهب عنکم عصبیة الجاهلیة وفخرها

بالآباء. إنما هو مؤمن تقی أو فاجر شقی. الناس کلهم بنو آدم وآدم من تراب"۔(۱۹) (بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے عیوب، عصبیت اور باپ دادا پر تفاخر کو دور کر دیا۔ انسان تو بس مومن پرہیز گار ہے یا بد بخت گناہ گار۔ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے تخلیق ہوئے)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انساب کی بنا پر کسی کے خاندان کی تحقیر کرنے سے منع فرمایا اور فضیلت کا معیار صرف دین وتقوی بتایا ہے۔ عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أنسابکم هذه لست بمسبة علی أحدٍ، کلکم بنو آدم، لیس لأحد علی أحد فضل إلا بالدین أوتقوی، کفی بالرجل أن یکون بذیئاً فاحشاً بخیلاً"۔(۲۰) (تمہارے یہ انساب کسی کے خلاف مقام تحقیر نہیں (کہ فرق انساب کی بنا پر ایک دوسرے کو حقیر جانو) تم سب آدم کی اولاد ہو کسی کو کسی دوسرے پر فضیلت حاصل نہیں مگر صرف دین وتقوی کی بنا پر۔ کسی شخص کے (برا ہونے کے) لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ بد کلام، فحش گو اور بخیل ہو)۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن خاندانی نام ونسب کے بجائے اپنی طرف تقوی کی نسبت کو سر بلند فرمائے گا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "إنّ اللّٰه عزّوجل یقول یوم القیامة: أمرتکم فضیعتم ما عهدت إلیکم فیه ورفعتم أنسابکم. فالیوم أرفع نسبی وأضع أنسابکم. أین المّتقون؟ إن اکرمکم عند الله أتقاکم"۔(۲۱) (عزت وجلال والا اللہ قیامت کے روز فرمائے گا: میں نے تمہیں حکم دیا پس تم نے اس معاملے میں اس عہد کو ضائع کر دیا جو میں نے تم سے لیا تھا اور تم نے اپنے نسبوں کو سر بلند کیا۔ پس آج میں اپنے نسب ونسبت کو سر بلند کروں گا اور تمہارے انساب کو کمتر بناؤں گا۔ متقی کہاں ہیں؟ متقی کہاں ہیں؟ بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے)۔

مذکورہ احادیث کی روشنی میں ہم بآسانی دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارے مروّجہ معیار فضیلت اور اسلام کے معیار فضیلت میں بعد المشرقین ہے۔ عربوں میں رواج تھا کہ وہ اپنے آباء واجداد کی قسمیں کھایا کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ألا إنّ اللّٰه یَنْهاکُمْ اَنْ تَحلفوا بأبائکُم"۔(۲۲) (خبردار بلا شبہ اللہ تمہیں منع کرتے ہیں کہ تم اپنے آباء کی قسمیں کھاؤ)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طعن فی النسب اور حسب ونسب کے حوالہ سے فخر ومباہات سے منع فرمایا۔ ابو مالک اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انّ فی أمّتی أربعاً من أمر الجاهلیة لیسوا بتارکین: الفخر فی الاحساب، والطعن فی الأنساب، والاستسقاء بالنجوم، والنیاحة علی المیت"(۲۳) (یقیناً میری امت میں امور جاہلیت میں سے چار ایسی چیزیں ہیں جنہیں وہ چھوڑ نہیں پائے گی: احساب پر فخر کرنا، نسبوں کے بارے میں طعنہ زنی، ستاروں سے رہنمائی وبارش طلبی اور میت پر نوحہ

خوانی)۔ لیکن اسلام میں اپنے بزرگوں کے اچھے اوصاف کی یاد منع نہیں چنانچہ کئی احادیث میں اپنے انساب واحساب جاننے اور خاندانی رشتوں کی طرف سے عائد ہونے والے فرائض سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اپنا نسب یاد کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ قرب الٰہی کا معیار تقوی ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ شرفِ نسب بھی ایک فضیلت عظمیٰ ہے جس کی اہمیت پر قرآن وحدیث شاہد ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے: يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (۲۴) (اے لوگو، ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے بنایا تاکہ آپس میں پہچان رکھو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے)۔ یہ بات درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یازہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے لیکن جہاں تک لوگوں کی آپس میں پہچان کا تعلق ہے وہ نسب سے ہے، اس کا تعلق تقوی اور پرہیزگاری سے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ تمہارے شعوب اور قبائل بنائے، یہ صراحتاً دلالت کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نسب کی کوئی حیثیت اور حقیقت ہے۔

غرض یہ کہ اقوام کی پہچان نہ تو تقوی اور پرہیزگاری سے ہے اور نہ ہی کفر وعصیان سے ہے بلکہ ان کی پہچان صرف شعوب وقبائل سے ہے۔ اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تعلموا من أنسابكم ما تصلون به أرحامكم" (۲۵) (اپنے انساب کا علم حاصل کرو جن کے ذریعے تم صلہ رحمی کر سکتے ہو)۔ حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: "خيرُكم المدافعُ عن عشيرته مالم يأثم" (۲۶) (تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے خاندان وقبیلہ کی مدافعت کرے جب تک کہ وہ گناہ کا مرتکب نہ ہو)۔ ابن حزم (م ۴۵۶ھ/۱۰۶۳ء) اللہ تعالیٰ کے فرمان "شعوباً وقبائل" کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "فقد جعل تعارُفَ الناس بأنسابهم غَرَضاً له تعالىٰ في خَلقه إيّانَا شُعوباً وقبائل، فوجب بذلك أنّ علم النسب علم جليل رفيع، إذ به يكون التعارف۔ وقد جعل الله تعالىٰ جزءاً منه تعلُّمه لا يسع أحداً جهلُه، وجعل تعالىٰ جزءاً يسيراً منه فضلاً تعلّمه يكون من جَهلَه ناقص الدرجة فى الفضل۔ وكل علم هذه صفته فهو علمٌ فاضلٌ، لا يُنكر حقَّه إلا جاهلٌ أو معاندٌ" (۲۷) (چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں شعوب وقبائل کی صورت میں پیدا کرنے کی غرض وغایت لوگوں کا اپنے انساب سے تعارف قرار دیا۔ لہٰذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ علم نسب ایک جلیل القدر اور عظیم علم ہے کیونکہ یہ وسیلہ تعارف ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک حصہ ایسا بنایا ہے کہ اس کی لاعلمی کسی کے لئے جائز نہیں اور ایک حصہ ایسا بنایا ہے کہ اس کا سیکھنا فضیلت ہے اور اس سے لاعلم شخص

فضیلت کے ناقص درجہ میں ہوگا۔جس علم کی یہ خوبیاں ہیں وہ ایک فضیلت والا علم ہے۔اس کے حق کا انکار تو کوئی جاہل یا عناد رکھنے والا ہی کرتا ہے)۔

ایک مسلمان کے لئے کئی ایسی چیزوں کا علم ہونا فرض ہے جن کا تعلق علم نسب سے ہے۔ایک مسلمان کو بالیقین معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محمد بن عبداللہ ہیں اور آپ قریشی ہاشمی ہیں۔علم نسب سے یہ بھی فرض ہے کہ مسلمان کو علم ہو کہ خلافت صرف فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ کی اولاد کا حق ہے (الأئمة من قريش)(۲۸) یعنی قریش کا قریشی اور غیر قریشی کے درمیان فرق علم نسب سے ہی معلوم ہوسکتا ہے۔کس رشتہ دار عورت کے ساتھ نکاح حلال ہے اور کس کے ساتھ حرام ہے کس کو وراثت سے حصہ ملے گا اور کس کو نہیں ملے گا۔کس کے ساتھ صلہ رحمی کرنا ہے اور کس کو نفقہ دینا ہے۔ان سب امور کا علم نسب شناسی سے ہی ہوگا اور لاعلمی کی صورت میں متعدد فرائض اور واجبات ضائع ہو جائیں گے۔امہات المؤمنین اور اکابر صحابہ مہاجرین وانصار کے اسماء گرامی جاننا بھی ضروری ہے کیونکہ مسلمانوں پر امہات المؤمنین کے حقوق کی ادائیگی فرض ہے اور صحابہ کرام کی محبت ضروری ہے۔یہ جاننا ضروری ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذوی القربیٰ سے کس کے لیے خمس کا حق ہے اور کس کے لئے نہیں اور کس پر صدقہ حرام ہے اور کس پر نہیں۔ان تمام کی معرفت علم نسب سے ہی ہوگی۔علامہ احمد بن عنبہ (م۸۲۸ھ/ ۱۴۲۵ء) لکھتے ہیں کہ آیت کریمہ:قُل لا اَسْئلكُم عَلَيْهِ اَجراً الا المودّة فِي القُربىٰ (۲۹) (نسب کے ثبوت پر صراحتاً دلالت کرتی ہے کہ وہ کون کون سے ذوی القربیٰ ہیں جن کی مؤدت اور محبت لازم اور ضروری ہے)۔(۳۰)

قرآن مجید نے انبیاء کرام اور ان کی اولاد کا ذکر کیا ہے۔خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نسب ذکر فرمایا: کہ ہم بنونضر بن کنانہ ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے قبائل کا باہمی تفاضل کے طور پر پہلے بنو نجار، پھر بنوعبدالاشھل، پھر بنوحارث بن خزرج، پھر بنوساعدہ، نیز بنوتمیم اور بنوعامر بن صعصعہ اور بنوغطفان کا ذکر کیا اور فرمایا: انصار اچھے ہیں۔جب وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ (۳۱) کا نزول ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے ہر قبیلے کو ان کے نام لے کر انذار فرمایا۔جنگ حنین کے موقع پر "أنا ابن عبد المطلب" کہہ کر اپنا نسب ذکر فرمایا۔ حضرت حسان بن ثابتؓ سے فرمایا کہ قریش کے انساب کو ابوبکر صدیقؓ سے معلوم کرو۔(۳۲) حضرت عمر فاروقؓ (م۲۳ھ/۶۴۴ء) بھی علم نسب کے عالم تھے چنانچہ علامہ ابن خلدون (م۸۰۸ھ/ ۱۴۰۶ء) لکھتے ہیں:

"قال عمر رضى الله عنه: تعلموا النسب ولا تكونوا كنبط السواد إذا سئل أحدهم عن أصله قال: من قرية كذا"(۳۳)

کہ نسب سیکھو اور دیہاتی لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ کہ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ تم کس قبیلے

سے ہوتو وہ کہتے ہیں کہ ہم فلاں گاؤں کے رہنے والے ہیں۔

اسی طرح حضرت عثمان (م۳۵ھ/۶۵۶ء)، حضرت علی مرتضیٰ (م۴۰ھ/۶۶۱ء)، ابو الجهم بن حذیفہ عدوی اور جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف (م۵۹ھ/ ۶۷۸ء) علم نسب میں مہارت تامہ رکھتے تھے چنانچہ فاروق اعظمؓ (م۲۳ھ/۶۴۴ء)، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ نے تمام قبائل کے دیوان اور رجسٹر تیار کئے جن میں ان کے نام اور ان کے قبائل کے نام لکھے گئے۔ حضرت سعید بن المسیب (م۹۴ھ/۷۱۵ء) اور ابن شہاب زھریؒ (م۱۲۵ھ/۷۴۲ء)(۳۴) بھی علم نسب کے ماہر تھے۔ نیز امام شافعیؒ (م۲۰۴ھ/۸۲۰ء) بھی علم نسب کے زبردست عالم تھے۔ کتاب رحلۃ الشافعی مصنفہ جلال الدین سیوطی (م۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء) میں امام شافعی اور ہارون الرشید (م۱۹۳ھ/۸۰۹ء) کے ایک مکالمہ کے ذکر میں ہے: "فقال لی: ابن لی عن نفسك۔ قال الشافعی: فألقيت حتى ألحقت آدم عليه السلام بالطين"(۳۵) (ہارون الرشید نے کہا: تم اپنے بارے میں وضاحت کرو۔ پس میں نے بیان کرنا شروع کر دیا حتی کہ آدم علیہ السلام کو مٹی سے جا ملایا)۔

ان کے علاوہ ہشام بن الکلبی (م۲۰۴ھ/۸۱۹ء)، ابو عبید القاسم بن سلام (م۲۲۲ھ/۸۳۸ء)، مصعب الزبیری (م۲۳۶ھ/ ۸۵۱ء)، محمد بن حبیب البغدادی (م۲۴۵ھ/ ۸۶۰ء) احمد بن یحیی البلاذری (م۲۷۹ھ/۸۹۲ء) اور زبیر بن بکار (م۲۵۶ھ/۸۷۰ء) مشہور ماہرین انساب ہیں۔(۳۶)

انساب کے ذریعے عربوں کی پہچان اور عرب مسلمانوں کی نسب شناسی کے متعلق کئی واقعات کتب ادب وانساب میں موجود ہیں جن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل عرب اور شرفائے عرب کے نسب نامے اور شجرات اتنے محفوظ تھے کہ ماہرین انساب ان کے قبائل کے ہر فرد کو چند سوالات کرکے پہچان لیتے تھے۔ سمعانی (م۵۶۲ھ)، ابن حزم (۴۵۶ھ)، ابن عبد ربہ (م۹۴۰ء) اور محمود شکری آلوسی (م۱۳۴۲ھ/۱۹۲۴ء) نے ماہرین انساب کی کئی ایسی روایات وحکایات ذکر کی ہیں جو ان کی مہارتِ نسب شناسی پر بخوبی دلالت کرتی ہیں۔ یہاں ہم ان میں سے چند روایات ذکر کرتے ہیں۔

عوانہ سے روایت ہے کہ مشہور شاعر فرزدق (م۱۱۰ھ/۷۳۲ء) کا دادا صعصعہ بن ناجیہ المجاشعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا: تم مضر کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں انہیں سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ تمیم اس کی گردن اور مضبوط شانہ ہیں جن پر اعتماد کیا جاتا ہے اور بار ڈالا جاتا ہے اور کنانہ اس کا چہرہ ہیں جس میں سماعت وبصارت موجود ہے اور قیس اس کے شہسوار اور ستارے ہیں اور اسد اس کی زبان ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم نے سچ کہا ہے۔(۳۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ (م۴۰ھ/۶۶۱ء) سے روایت ہے کہ ہم دعوتِ دین کے لئے عربوں کی ایک محفل میں گئے۔ وہاں لوگ بڑے پرسکون اور باوقار تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور کہا: تم کون لوگ ہو؟ کہنے لگے: شیبان بن ثعلبہ کا قبیلہ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا: آپ پر میرے ماں باپ قربان، یہ لوگ بہت شریف اور حسن اخلاق والے ہیں۔ ان میں مفروق بن عمر، ھانی بن قبیصہ، مثنیٰ بن حارثہ اور نعمان بن شریک ہیں۔ مفروق حسن صورت اور فصاحتِ لسان میں سب پر غالب ہے اور اس کے سر پر دو زلفیں ہیں جو اس کے کندھوں پر گری رہتی ہیں۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے ان سے پوچھا: تمہاری کتنی تعداد ہے؟ مفروق نے کہا: ہم ایک ہزار سے زائد ہیں۔ لیکن اس ایک ہزار کو قلت کی وجہ سے مغلوب نہیں کیا جاسکتا۔ پھر پوچھا: اپنی حفاظت کا تم کیا طریقہ اپناتے ہو۔ مفروق نے کہا: ہم محنت کرتے ہیں اور قوم کے ہر فرد کو محنت کرنا پڑتی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا: تمہارے درمیان اور تمہارے دشمن کے درمیان جنگوں کا کیا حال ہوتا ہے؟ مفروق نے کہا: جب ہمیں جنگ پر مجبور کیا جاتا ہے تو ہم شدید غصہ میں ہوتے ہیں اور جب شدید غصہ ہوتا ہے تو شدید جنگ کرتے ہیں اور ہم اپنے گھوڑوں کو اپنی اولاد پر ترجیح دیتے ہیں اور ہتھیاروں کو اونٹوں پر ترجیح دیتے ہیں اور فتح تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ کبھی ہم غالب ہوتے ہیں اور کبھی مغلوب۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا: تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور یہ تمہارے پاس آئے ہیں؟ مفروق نے کہا: ہمیں ان کے بارے میں خبر پہنچ چکی ہے لیکن ہمیں یہ بتائیے کہ یہ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں، اے قریشی بھائی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور ان کے پاس بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ کھڑے رہے اور اپنے کپڑے سے رسول اللہ پر سایہ کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد و یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں اور تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ تم لوگ میری مدد کرو کیونکہ قریش نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی ہے اور اس کے رسول کی تکذیب کی ہے اور حق چھوڑ کر باطل کو اختیار کیا ہے اور اللہ تو سب سے بے نیاز اور بے حد حمد و تعریف والا ہے۔ مفروق نے عرض کیا: اور کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: قُلْ تَعَالَوْاْ أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلاَّ تُشْرِكُواْ بِهِ شَيْئاً وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً وَلاَ تَقْتُلُواْ أَوْلاَدَكُم مِّنْ إمْلاَقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلاَ تَقْرَبُواْ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلاَ تَقْتُلُواْ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ ذَلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ(۳۸)

(کہہ دو کہ (لوگو!) آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں (اُن کی نسبت اُس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے) کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بنانا اور ماں باپ سے (بدسلوکی نہ کرنا بلکہ) حسن سلوک کرتے رہنا اور ناداری (کے اندیشے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تمہیں اور انہیں ہم ہی رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ اُن کے پاس نہ جانا اور کسی جان (والے) کو جس کے قتل کو اللہ نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا مگر جائز طور پر (یعنی جس کا شریعت حکم دے) ان باتوں کا وہ تمہیں ارشاد فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو)۔

مفروق کہنے لگا: بخدا یہ اہل زمین کا کلام نہیں ہے اے قریشی بھائی! آپ ہمیں اور کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی: **إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِیْ الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ** (۳۹) (اللہ تمہیں انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور نامعقول کاموں اور سرکشی سے منع کرتا ہے (اور) تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دعوت پر بہت خوش ہوئے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ: ''فلقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد سُرَّ بما كان من أبي بكرٍ ومعرفتهِ بأنسابهم'' (۴۰) (میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کی انسابِ عرب سے واقفیت پر بہت خوش ہوئے)۔

یزید بن شیبان بن علقمہ کہتے ہیں کہ میں حج کے لئے گیا تو میں نے ایک بوڑھا آدمی دیکھا جسے اونٹوں پر سوار نوجوانوں نے گھیرے میں لے رکھا تھا۔ میں نے اسے سلام کیا اور پوچھا: آپ کون ہیں اور کس قبیلہ سے ہیں۔ اس بزرگ نے کہا، قبیلہ مہر بن حیدان سے۔ میں نے کہا: اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ یہ کہہ کر میں چل دیا۔ بزرگ آدمی نے کہا: رکو، تم نے ہمارا نسب تو پوچھ لیا اور اپنا نسب بتائے بغیر چل دیئے۔ میں نے کہا: میں نے آپ کو اپنی قوم کا فرد خیال کیا تھا اور چاہتا تھا کہ آپ سے نسب نامہ پوچھوں اور اپنا نسب نامہ آپ کو بتاؤں لیکن آپ کا نسب سن کر مجھے معلوم ہوا کہ میں آپ کو نہیں جانتا اور نہ ہی آپ مجھے پہچان سکیں گے۔ اس بزرگ نے اپنے منہ سے نقاب ہٹایا اور سر کو ننگا کیا۔ پھر کہنے لگا: بخدا اگر تم اصل عربوں میں سے ہو تو میں تمہیں پہچان لوں گا۔ میں نے کہا: ہاں میں اصل عربوں میں سے ہوں۔ کہنے لگا: اصل عرب تو چار ستونوں پر استوار ہیں۔ مضر، ربیعہ، قضاعہ اور یمن۔ تو تم کس ستون سے تعلق رکھتے ہو۔ میں نے کہا: مضر سے۔ (باقی روایت مذکورہ بالا روایت کی طرح ہے۔ البتہ آخر میں جب یزید نے کہا کہ میں البیوت سے ہوں تو اس کے بعد روایت اس طرح ہے) بزرگ کہنے لگا: اگر تم البیوت سے ہو تو پھر تم بنو زرارہ بن عدس سے ہو۔ میں نے کہا: ہاں: کہنے لگا: زرارہ کے دس بیٹے تھے: حاجب، لقیط، علقمہ، معبد، خزیمہ،

حارث، لبید، عمرو، عبد مناۃ اور مالک۔ بتاؤ تم کس کی اولاد ہو۔ میں نے کہا: علقمہ۔ کہنے لگا: علقمہ کا صرف ایک بیٹا تھا جسے شیبان بن علقمہ کہتے ہیں۔ شیبان نے تین خواتین سے شادی کی:

۱۔ مهدد بنت حمران بن بشر بن عمرو بن مرثد، جس سے اس کا بیٹا یزید پیدا ہوا۔

۲۔ عكرشه بنت حاجب بن زراره، جس سے اس کا بیٹا حنظلہ پیدا ہوا۔

۳۔ عمره بنت بشر بن عمرو بن عدس، جس سے اس کا بیٹا مقعد پیدا ہوا۔

اب تم بتاؤ کہ تم کس خاتون کے بیٹے ہو؟ میں نے کہا: مہدد کا۔ کہنے لگا: اے بھتیجے، کیا خیال ہے میں نے تمہیں پہچانا کہ نہیں؟ میں نے کہا، چچا آپ انساب کے کتنے بڑے عالم ہیں!۔(۴۱)

دغفل بن حنظلہ بن یزید بن عبدہ بن عبد اللہ بن ربیعہ بن عمرو بن شیبان بن ذھل بن ثعلبہ المعروف دغفل النسابۃ، بنی ذہل بن ثعلبہ کا ایک فرد تھا جو اپنے زمانے کا بہترین نسب شناس تھا۔(۴۲) جاحظ (م۲۵۵ھ) نے اس کا ذکر بایں الفاظ کیا ہے: "ومن رؤساء النسابين دغفل بن حنظلة، أحد بني عمرو بن شيبان، لم يدرك الناس مثله لساناً وعلمًا وحفْظًا"۔(۴۳) (بڑے بڑے ماہرین انساب میں سے دغفل بن حنظلہ ہے جو بنی عمرو بن شیبان کا ایک فرد ہے، لوگوں نے اس کی مثل زبان شناسی اور علم وحفظ کے لحاظ سے کسی کو نہیں پایا)۔

دغفل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا مگر آپ سے اس نے کوئی حدیث نہیں سنی۔ وہ حضرت معاویہؓ کے پاس آیا آپ نے اس سے چند باتیں پوچھی تھیں جو اس نے صحیح بتا دی تھیں۔ حضرت معاویہؓ نے پوچھا: تو نے یہ کیسے معلوم کیں؟ تو اس نے جواب دیا: سوال کرنے والی زبان اور عقل مند دل کے ذریعے۔(۴۴) اس وقت معاویہؓ کے پاس قدامہ بن جرّاد القریعی تھا۔ دغفل نے اس کا نسب نامہ بیان کیا یہاں تک کہ اس باپ تک پہنچا جس سے جرّاد پیدا ہوا تھا۔ پھر کہا: جرّاد کے ہاں دو شخص پیدا ہوئے، ایک احمق شاعر ہے اور دوسرا ناسک (عبادت گزار) ہے، تو کونسا ہے؟ اس نے کہا: میں احمق شاعر ہوں، تو نے میرے نسب کے بارے میں اور میرے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ درست کہا ہے۔ تجھ پر میرا باپ قربان ہو مجھے یہ بتا کہ میں کب مروں گا؟ دغفل نے کہا: اس کا علم میرے پاس نہیں۔

حضرت ابن عباسؓ (م۶۸ھ/ ۶۸۷ء) کہتے ہیں کہ مجھ سے علیؓ بن ابی طالب نے بیان کیا، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ آپ قبائل کے سامنے اپنے آپ کو پیش کریں، اس وقت میں اور ابو بکرؓ دونوں آپ کے ساتھ تھے۔ ہم چلتے چلتے عربوں کی ایک مجلس میں پہنچے۔ ابو بکرؓ نے پوچھا: تم کس قبیلے میں سے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ربیعہ میں سے۔ حضرت ابو بکرؓ نے پھر کہا: تم ربیعہ کے اشراف میں سے ہو یا درمیانے

طبقے کے لوگوں میں سے؟ انہوں نے کہا: ان کے عظیم شرفاء میں سے۔ کہا: تم کون سے عظیم شرفاء میں سے ہو؟ انہوں نے کہا: ذُہل اکبر میں سے۔ کہا: کیا تم میں سے وہ عوف نامی شخص ہوا ہے جس کے متعلق کہا جاتا تھا: "لا حُرَّ بِوَادِيِ عَوْفٍ" (عوف کی وادی میں کوئی آزاد شخص نہیں ہے)؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ کہا: کیا تم میں سے جسّاس بن مرّہ تھا جو اپنی ذمہ داری کو نبھانے والا اور پناہ گزین کی حفاظت کرنے والا تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ کہا: کندی بادشاہوں کے ماموں تم ہی میں سے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ کہا: کیا تم ہی میں سے وہ لوگ تھے جو لخمی بادشاہوں کے داماد تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ کہا: پھر تم ذہل اکبر نہیں ہو۔ تم تو ذہل اصغر ہو۔

یہ سن کر ایک لڑکا کھڑا ہوا جس کے چہرہ پر ابھی سبزہ اگا ہی تھا جسے دغفل کہا جاتا تھا اور اس نے کہا:

اِنَّ عَلٰی سَائِلِنَا اَنْ نَسْأَلَهُ وَالْعِبْ ءُ لا تَعْرِفُهْ أَوْ تَحْمِلُهُ

(ہمارا حق ہے کہ ہم بھی اپنے سائل سے کچھ سوال کریں اور جب تو خود بوجھ نہ اٹھالے تو اسے جان نہیں سکتا کہ کتنا بوجھ ہے) تو نے ہم سے سوال کیا اور ہم نے تجھ سے کوئی چیز نہیں چھپائی۔ تو کن لوگوں میں سے ہے؟ کہا: میں قریش کا ایک فرد ہوں۔ کہا: بہت خوب، یہ تو شرف اور ریاست والے لوگ ہیں۔ تم قریش کی کس شاخ میں سے ہو؟ کہا: تیم بن مرّہ میں سے۔ بولا: خدا کی قسم تو نے تیرانداز کو گردن کے گڑھے پر تیر مارنے کا موقع دیا ہے۔ کیا قُصیّ بن کلاب جس نے فہر کے قبائل کو جمع کیا اور جسے مجمع کہا جاتا تھا تمہیں میں سے تھا؟ جواب دیا: نہیں۔ کہا: شیبۃ الحمد (عبد المطلب) آسمان کے پرندوں کو کھانا کھلانے والا اور جس کا چہرہ تاریک رات میں چاند کی طرح چمکتا تھا، تمہیں میں سے تھا؟ جواب دیا: نہیں۔ بولا: تو کیا تم اہل رفادہ (۴۵) میں سے ہو؟ جواب دیا: نہیں۔ بولا: کیا اہل حجابت میں سے ہو؟ جواب دیا: نہیں۔ بولا تو کیا اہل سقایہ میں سے ہو؟ جواب دیا: نہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے اپنی اونٹنی کی مہار کھینچی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے آئے۔ اس وقت دغفل نے کہا:

صَادَفَ دَرْءُ السَّيْلِ دَرْءًا يَدْفَعُه يَهِيْضُهُ حِيْنًا وَحِيْنًا يَصْدَعُه

(طغیانی کے ایک ریلے کا ٹکراؤ دوسرے ریلے سے ہوگیا جس نے اسے دھکیل دیا، وہ کبھی اسے توڑتا اور کبھی پھاڑتا تھا)۔ خدا کی قسم، اے قریش کے آدمی، اگر تو ٹھہرا رہتا تو تجھے بتا دیتا کہ تو قریش کے کمتر قبیلے میں سے ہے، اشراف میں سے نہیں۔ کیا میں دغفل نہیں ہوں! راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوبکرؓ سے کہا: یہ بدوی کیا چیز تھا، تجھے تو ایک بلا سے واسطہ پڑ گیا۔ کہا: ہاں "البلاء موکّل بالمنطق" انسان کی گفتار ہی اس کے لئے مصیبت کا سبب بنتی ہے۔ (۴۶)

مشہور ماہر لغات محمد بن زیاد، ابن الاعرابی سے مروی ہے کہ انصار کی ایک جماعت دغفل نسابہ کے پاس

اس کے نابینا ہو جانے کے بعد آئی اور انہوں نے اسے سلام کیا۔ اس نے کہا: تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا: یمن کے سردار۔ اس نے کہا: کیا اس کی قدیم بزرگی اور اس کی وسیع شرافت کندہ میں سے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ اس نے کہا: پھر تم لمبی گردنوں والے اور خالص نسب والے بنوعبد المدن ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ کہا: پھر تم کثیر التعداد فوجوں کی خوب قیادت کرنے والے اور دشمنوں کی صفوں کو خوب چیرنے والے، اور تلواروں سے خوب مارنے والے عمرو بن معد یکرب کا کنبہ ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ کہا: پھر تم حاتم بن عبد اللہ الطائی کے کنبے کے لوگ ہو جن کا سامان ضیافت ہر وقت موجود رہتا ہے، جن کے صحن پاکیزہ ہیں اور جو جنگ کے موقع پر بہت قوی ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ کہا: پھر تم کھجور کے درخت لگانے والے، قحط سالی میں لوگوں کو کھانا کھلانے والے اور عدل وانصاف کی بات کہنے والے انصار ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔(۴۷) دغفل کی فہم وفرست، ذکاء وعقل اور انساب کی مہارت کے باب میں مندرجہ بالا واقعات کے علاوہ کئی روایات کتب انساب وآداب میں موجود ہیں۔

چونکہ عرب نسب کی حفاظت کرنے کا بہت اہتمام کیا کرتے تھے اس لئے انہیں اس کا علم بھی سب سے زیادہ تھا۔ کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس میں کوئی نسب شناس نہ ہو جو فروع کو اصول سے ملادے اور ایسے لوگوں کو باہر نکال دے جو قبیلے میں سے نہ ہوں، یہاں تک کہ تقریباً سب میں یہ صفت پائی جاتی تھی۔ یہاں ہم چند ایسے عربوں کا ذکر کرتے ہیں جو نسب شناسی میں ضرب المثل بن گئے تھے:

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۵۱ ق ھ-۱۳ھ/۵۷۳-۶۳۴ء)(۴۸)، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (۴۰ ق ھ-۲۳ھ/۵۸۴-۶۴۴ء)(۴۹)، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (۴۷ ق ھ-۳۵ھ/ ۵۷۷-۶۵۶ء)(۵۰)، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (۲۳ ق ھ-۴۰ھ/ ۶۰۰-۶۶۱ء)(۵۱)، مخرمہ بن نوفل الزہری (۵۴ھ/۶۷۴ء)(۵۲)، صَعْصَعَہ بن صوحان (م۵۶ھ/۶۷۶ء)(۵۳)، جبیر بن مطعمؓ (۵۹ھ/۶۷۹ء)(۵۴)، عقیل بن أبی طالبؓ (۶۰ھ/۶۸۰ء)(۵۵)، النخار بن اوس بن الحارث بن ہذیم القضاعی (م۶۰ھ/۶۸۰ء)(۵۶)، دغفل بن حنظلہ السدوسی الشیبانی (۶۵ھ/۶۹۵ء)(۵۷)، عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ (۶۸ھ/ ۶۸۷ء)(۵۸)، ابوجہم بن حذیفہ العدوی (م۰۷ھ/۶۹۰ء)(۵۹)، ورقاء الاشعر (ابن لسان الحُمّرہ)(۶۰)، زید بن الکیّس النمری (۶۱)، عبد اللہ بن عبد الحجر بن عبد المدان (۶۲)، محمد بن مسلم بن عبد اللہ بن شہاب الزہری (۱۲۴ھ/۷۴۲ء)(۶۳)، محمد بن السائب الکلبی (۱۴۶ھ/۷۶۳ء)(۶۴)، محمد بن اسحاق بن یسار المطلبی (۱۵۱ھ/ ۷۶۸ء)(۶۵)، ابوفید، مؤرج بن عمر والحارث السدُوسی (۱۹۵ھ/ ۸۱۰ء)(۶۶)، ہشام بن السائب الکلبی (۲۰۴ھ/۸۱۹ء)(۶۷)، ابومحمد، جمال الدین، عبد الملک ابن ہشام (۲۱۳ھ/ ۸۲۸ء)(۶۸) مُصعب الزبیری (۲۳۶ھ/۸۵۱ء)(۶۹) ابوجعفر محمد بن

حبیب بن امیہ بن عمرو الہاشمی البغدادی (۲۴۵ھ/ ۸۶۰ء)(۷۰)، الزبیر بن بکار (۲۵۶ھ/ ۸۷۰ء)(۷۱)، احمد بن یحیی بن جابر بن داؤد البلاذری، (۲۷۹ھ/۸۹۲ء)(۷۲)، ابو العباس، محمد بن یزید المبرّد (۲۸۶ھ/ ۸۹۹ء)(۷۳)، ابراہیم بن السوّی بن سہل، ابو اسحاق الزجاج (۳۱۱ھ/ ۹۲۳ء)(۷۴)، ابو محمد، حسن بن احمد بن یعقوب ابن الحائک الہمدانی (۳۳۴ھ/ ۹۴۵ء)(۷۵)، قاسم بن اصبع بن محمد بن یوسف البیانی القرطبی (۳۴۰ھ/ ۹۵۱ء)(۷۶)، علی بن حسین بن محمد احمد بن ہیثم اموی قرشی ابو الفرج اصفہانی (۳۵۶ھ/ ۹۶۷ء)(۷۷)، الحکم بن عبد الرحمٰن المستنصر الاموی (۳۶۶ھ/ ۹۷۶ء)(۷۸)، ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الظاہری (۴۵۶ھ/ ۱۰۶۴ء)(۷۹)، ابو عمر، یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر النمری القرطبی المالکی (۴۶۳ھ/ ۱۰۷۱ء)(۸۰)، ابو الفضل محمد بن طاہر بن علی بن احمد المقدسی الشیبانی ابن القیسرانی (۵۰۷ھ/ ۱۱۱۳ء)(۸۱)، ابو محمد عبد اللہ بن محمد السید البَطَلْیَوْسی (۵۲۱ھ/ ۱۱۲۷ء)(۸۲)، ابو محمد عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ للخمی الاندلسی الرشاطی (۵۴۲ھ/ ۱۱۴۷ء)(۸۳)، ابو محمد الحسین بن علی القاضی المھذّب (۵۶۱ھ/ ۱۱۶۶ء)(۸۴)، زین الدین، ابو بکر محمد بن موسی السمعانی (۵۶۲ھ/ ۱۱۶۷ء)(۸۵)، زین الدین، ابو بکر محمد بن موسی الحازمی (۵۸۴ھ/ ۱۱۸۸ء) (۸۶)، ابو علی، محمد بن اسعد الجّوانی (۵۸۸ھ/ ۱۱۹۲ء)(۸۷)، احمد بن محمد بن ابراہیم، شہاب الدین، ابو الحجاج الاشعری (۶۰۰ھ/ ۱۲۰۳ء)(۸۸)، موفق الدین، ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ المقدسی (۶۲۰ھ/ ۱۲۲۳ء)(۸۹)، عز الدین ابن الاثیر الجزری (۶۳۰ھ/ ۱۲۳۳ء)(۹۰)، محمد بن محمود ابن النجار (۶۴۳ھ/ ۱۲۴۵ء)(۹۱)، ابو یحیی محمد بن رضوان (۶۵۷ھ/ ۱۲۵۹ء)(۹۲)، احمد بن علی بن ابراہیم الحسینی السید البدوی (۶۷۵ھ/ ۱۲۷۶ء)(۹۳)، عباس بن علی الملک الافضل (۷۷۸ھ/ ۱۳۷۶ء)(۹۴)، مجد الدین اسماعیل بن ابراہیم بن محمد الکنانی البلبیسی (۸۰۳ھ/ ۱۳۹۹ء)(۹۵)، احمد بن علی بن احمد الفزاری القلقشندی القاھری (۸۲۱ھ/ ۱۴۱۸ء)(۹۶)، محمد بن محمد بن عبد اللہ بن خیضر (۸۹۴ھ/ ۱۴۸۹ء)(۹۷)، محمد بن علی، جمال الدین القرشی المدھجن (۸۹۵ھ/ ۱۴۹۰ء)(۹۸)، جلال الدین السیوطی (۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء)(۹۹)، مرتضی الزبیدی (۱۲۰۵ھ/ ۱۷۹۰ء)(۱۰۰)، محمد امین السویدی (۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۰ء)(۱۰۱)، محمد المھدی الحسینی القزوینی (۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۴ء)(۱۰۲)۔

گزشتہ صفحات میں ہم نے عربوں کی نسب شناسی کا مفصل و مدلّل جائزہ پیش کرتے ہوئے علم الانساب کی ضرورت و اہمیت، عربوں کی نسب شناسی علم الانساب اور اسلامی تاریخ کے باہمی تعلق اور مشہور عرب علمائے نسب کے تعارف کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔

مذکورہ بالا جملہ مباحث کا خلاصہ یہ ہے کہ علم الانساب ایک برتر واعلیٰ اور عظیم الشان علم ہے۔ چونکہ عرب اپنے نسب کی حفاظت کرنے کا اہتمام کیا کرتے تھے، اس لئے انہیں اس کا علم بھی سب سے زیادہ تھا اور کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس میں کوئی نسب شناس نہ ہو۔ عربوں کے ہاں نسب شناسی کا آغاز عہد جاہلیت میں ہوا اور اسلامی عہد میں جب دیگر علوم وفنون کی تدوین ہوئی تو نسب شناسی کا علم بھی باقاعدہ علم وفن کی شکل اختیار کر گیا اور ہر دور میں علماء کی ایک بڑی تعداد ''نسابہ'' کے لقب سے معروف ہوئی۔ خلفاء راشدین اس فن میں ماہر تھے۔ ان کے علاوہ پچاس سے زائد ماہرین انساب کے تذکرے کتب تراجم میں موجود ہیں۔ تقریباً تین صدیوں تک یہ علم پروان چڑھتا رہا اور بالآخر چوتھی صدی ہجری میں اس کا ارتقاء وتطور اختتام پذیر ہوگیا، اور اس کے بعد یہ علم علوم عرب کے ایک سابقہ علم کے طور پر روایت ہوتا رہا۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) السمعانی، الانساب، طبعہ دائرۃ المعارف العثمانیہ، الہند، ۱۹۶۲ء: ۱/۳

(۲) ابن عبدربہ، العقد الفرید، دارالکتب العربی، بیروت، ۱۹۸۳ء: ۳/۳۱۲

(۳) السمعانی، الانساب: ۱/۱۸

(۴) ابن ماجہ، سنن ابن ماجه، كتاب الحدود، باب من نفى رجلاً من قبيلته: ۲/۸۷۱، (حدیث نمبر ۲۶۱۲)

(۵) البخاری، الجامع الصحيح: كتاب فضائل أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم، باب فضل دور الأنصار: ۳/۱۳۸۴، (حدیث نمبر ۳۵۹۵)۔

(۶) البخاری، الجامع الصحيح: كتاب احاديث الأنبياء، باب ذكر اسلم وغفار: ۳/۱۴۱۸ (حدیث نمبر ۳۶۱۹)

(۷) الشعراء: ۲۱۴

(۸) البخاری، الجامع الصحيح: كتاب المناقب، باب من انتسب إلى آبائه فى الاسلام بالجاهلية: ۳/۱۲۹۸ (حدیث نمبر ۳۳۳۵)

(۹) ابن حزم، جمهرة انساب العرب، ص ۳

(۱۰)　الترمذی، جامع الترمذی، کتاب البر والصلة باب ماجاء فی تعلیم النسب، ج۴،ص ۳۵۱ (۸۸۵۵)
(۱۱)　السمعانی، الانساب: ۱/۹
(۱۲)　السمعانی، الانساب: ۱/۱۱
(۱۳)　ابن حزم، جمهرة انساب العرب، ص۲
(۱۴)　البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوہ حنین: ۳/۱۰۵۱ (حدیث نمبر ۲۷۰۹))
(۱۵)　البیہقی، السنن الکبری: ۱۰/ ۲۳۸ (حدیث نمبر ۲۰۸۹۵)۔
(۱۶)　البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المناقب: باب نسبة الیمن إلی اسماعیل: ۳/۱۲۹۲ (حدیث نمبر ۳۳۱۷)
(۱۷)　سورہ الحجرات: ۱۳۔
(۱۸)　احمد بن حنبل ، المسند : ۱/ ۳۰۱ (حدیث نمبر ۲۷۳۹)؛ ابن حبان ، صحیح ابن حبان : ۳/۹۱ (حدیث نمبر: ۵۷۷۵)
(۱۹)　الترمذی، جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب فی فضل الشام والیمن: ۵/۷۳۴ (حدیث نمبر ۳۹۵۶)
(۲۰)　البیہقی ، شعب الإیمان ، دار الکتب العلمیة ، بیروت ۱۹۹۰ء: ۴/۲۹۲ (حدیث نمبر ۵۱۴۶)۔
(۲۱)　الحاکم، المستدرک علی الصحیحین: ۲/۵۰۳ (حدیث نمبر ۳۷۲۵)۔
(۲۲)　البخاری ، الجامع الصحیح ، کتاب الأدب، باب من لم یر إکفار من قال ذلک متأولاً أو جاهلاً: ۵/۲۲۶۵ (حدیث نمبر ۵۷۵۷)
(۲۳)　البیہقی ، شعب الإیمان: ۴/ ۲۹۱ (حدیث نمبر ۵۱۴۲)۔
(۲۴)　الحجرات: ۱۳
(۲۵)　الترمذی ، جامع الترمذی ، کتاب البر والصلة ، باب ما جاء فی تعلیم النسب: ۴/۳۵۱ (حدیث نمبر ۱۹۷۹)۔
(۲۶)　ابوداؤد، سنن ابی داؤد ، کتاب الأدب ، باب فی العصبیة: ۴/۳۳۱ (حدیث نمبر ۶۹۹۳)
(۲۷)　ابن حزم، جمهرة انساب العرب: ص۲
(۲۸)　الماوردی، الاحکام السلطانیة، (ترجمہ از ساجد الرحمٰن صدیقی) اسلامک پبلیکیشنز، لاہور ۱۹۹۰ء: ص۱۲
(۲۹)　الشوری: ۲۳
(۳۰)　احمد بن عنبہ، عمدة الطالب فی نسب آل أبی طالب، مکتبة التوبة، النجف ۱۹۸۸ء: ص۱۳
(۳۱)　الشعراء: ۲۱۴۔
(۳۲)　ابن حزم، جمهرة انساب العرب: ص۵۔

(۳۳) ابن خلدون، مقدمۃ تاریخ ابن خلدون (اردو ترجمہ از مولانا عبدالرحمٰن دہلوی): ص۱۲۱۔

(۳۴) ابن سعد، الطبقات الکبری: ۲/ ۱۶۵، ۱۶۶

(۳۵) منصور پوری، قاضی محمد سُلیمان سلمان: رحمۃ للعالمین، الفیصل ناشران، لاھور۱۹۹۱ء: ۲/۲۰

(۳۶) ابن حزم، جمهرة أنساب العرب: ص۵، ۷۔ ابن عبدربہ، العقد الفريد: ص۳۲۶۔

(۳۷) السمعانی، الانساب: ۱/۳۲۔

(۳۸) الانعام: ۱۵۱

(۳۹) النحل: ۹۰

(۴۰) السمعانی، الأنساب: ۱/۴۰

(۴۱) السمعانی، الأنساب: ۱/۴۴

(۴۲) ابن حزم، جمهرة أنساب العرب، ص۳۱۹۔

(۴۳) الجاحظ، البيان والتبيين: ۱/۳۲۲۔

(۴۴) القالی، کتاب الأمالی، ۳/۲۵۔ القلقشندی، نهاية الأرب فی معرفة أنساب العرب، ص۱۶

(۴۵) رفادہ: قریش کا ہر فرد اپنی بساط کے مطابق کچھ رقم نکالتا اور جب وہ جمع ہو جاتی تو حاجیوں کے لئے کھانے کا انتظام کیا جاتا اور ایام حج میں تمام حاجیوں کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔ حجابہ: کعبہ کی دربانی اور چابی برداری کا انتظام وانصرام ایک خاص شخص کے ہاتھ میں ہوا کرتا تھا۔ سقایہ: قریش پانی میں مویز منقی بھگو کر حاجیوں کو پلایا کرتے تھے۔ یہی سقایہ تھا اور اس کا انتظام ایک خاص شخص کے ہاتھ میں ہوا کرتا تھا۔

(۴۶) السمعانی، الأنساب: ۱/۳۲۔

(۴۷) الآلوسی، بلوغ الأرب فی أحوال العرب: ۴/۲۳۲۔ ابن عبدربہ، العقد الفريد: ۳/۲۴۹

(۴۸) ابن حجر العسقلانی، تهذيب التهذيب: ۵/۳۱۵

(۴۹) محبّ الطبری، الرياض النضرة: ۲/۱۵

(۵۰) مصعب الزبیری، نسب قریش، ص۱۰۲۔

(۵۱) ابن عبدالبر، الاستیعاب: ۳/۲۰۹

(۵۲) مصعب الزبیری، نسب قریش: ص۲۶۲

(۵۳) القالی، کتاب الأمالی، مصر، ۱۹۲۶: ۲/۲۵۵

(۵۴) ابن قتیبہ، المعارف: ص۴۸۵۔ ابن کثیر، البداية والنهاية: ۸/۴۶۔

(۵۵) ابن عبدالبر، الاستیعاب: (ت۱۸۵۳)۔ البلاذری، انساب الأشراف: ۱/۳۰۱

(۵۶) احمد بن عنبۃ، عمدة الطالب فی نسب آل أبی طالب: ص۴۳۔

(۵۷) الجاحظ، البیان والتبیین:۱/۱۳۷۔

(۵۸) ابن حجر العسقلانی،الإصابة فی تمیز الصحابة:(ت۲۷۷۴)

(۵۹) ابن عبدالبر،الاستیعاب:(ت۲۹۲۹)

(۶۰) الفیروز آبادی،القاموس :ص۳۴۲(مادہ:حمر)۔

(۶۱) السویدی، سبائك الذهب فی معرفة قبائل العرب:ص۹۔

(۶۲) ابن عبدربہ،العقد الفرید:۱/۱۶۳۔۲/۳۱۰۔۳/۲۷۵،۲۸۳۔۷/۹۹،۱۰۰۔

(۶۳) ابن سعد،الطبقات الکبری :۲/ ۱۶۵،۱۶۶۔الذهبی،تذکرة الحفاظ:۱/۱۰۲۔

(۶۴) ابن الندیم،الفهرست:ص ۹۵۔ابن قتیبہ، المعارف:ص۲۳۳۔

(۶۵) ابن سعد،الطبقات الکبری:۲/ ۶۷۔الحموی، معجم الأدباء:۶/۳۹۹۔

(۶۶) ابن حزم، جمـهرة انساب العرب:ص۲۹۹

(۶۷) الحموی، معجم الأدباء:۷/۲۵۰۔ابن خلکان،وفیات الأعیان:۲/ ۱۹۵۔

(۶۸) الزرکلی،الأعلام: ۶/۲۸۔السهیلی، الروض الأنف،دارالکتب العلمیہ، بیروت:۱/۵۔

(۶۹) مصعب الزبیری،نسب قریش(مقدمہ)۔ابن الندیم، الفهرست:۱/۱۱۰۔

(۷۰) کحالہ، معجم المؤلفین،المکتبة العربیة، دمشق ۱۹۵۷ء: ۶/۲۷۳۔

(۷۱) ابن خلکان،وفیات الاعیان:۱/ ۱۸۹۔جرجی زیدان، تاریخ آداب اللغة:۲/۱۹۳۔

(۷۲) سرکیس،معجم المطبوعات العربیة:ص۵۸۴۔الزرکلی،الاعلام:۲/۲۶۷۔

(۷۳) ابن خلکان،وفیات الاعیان:۱/ ۴۹۵۔السیوطی،بغیة الوعاة:ص۱۱۶۔

(۷۴) الحموی، معجم الأدباء:۱/۴۷۔الأنباری، نزهة الالباء فی طبقات الأدباء:ص۳۰۸۔

(۷۵) السیوطی، بغیة الوعاة :ص۲۱۷۔الحموی، معجم الأدباء:۳/۹۔

(۷۶) الذهبی، تذکـرة الحفاظ:۳/ ۶۷۔الزرکلی، الاعلام:۵/۱۷۳۔

(۷۷) طاش کبری زادہ، مفتاح السعادة:۱/۱۸۴۔القطفی،انباہ الرواة:۲/۲۵۱۔

(۷۸) ابن الاثیر، الکامل:۸/۲۲۴۔

(۷۹) جرجی زیدان، تاریخ آداب اللغة:۳/۹۶۔

(۸۰) الزرکلی،الاعلام:۸/۲۴۰۔سرکیس،معجم المطبوعات:ص۱۵۹۔

(۸۱) ابن خلکان،وفیات الاعیان:۱/۴۸۶۔الذهبی،میزان الاعتدال:۳/۷۵۔

(۸۲) ابن کثیر،البدایة والنهایة:۱۲/ ۹۸۔الزرکلی،الاعلام:۴/۱۲۳.

(۸۳) حاجی خلیفہ، کشف الظنون:۱/۱۷۹.ابن کثیر، البدایة والنهایة:۱۲/۲۲۳.

(۸۴) الکتبی ، فوات الوفیات:۱/۱۲۴۔الزرکلی، الأعلام :۲/۲۰۲.

(۸۵) السبکی ، طبقات الشافعیه الکبری :۴/۲۵۹.ابن تغری بردی،النجوم الزاھرۃ:۵/۵۶۳۔

(۸۶) ابن خلکان،وفیات الاعیان:۱/۴۸۸۔الزرکلی،الاعلام:۷/۱۱۹۔

(۸۷) الزبیدی،تاج العروس:۹/۱۶۹۔العسقلانی، لسان المیزان:۵/۷۴۔

(۸۸) حاجی خلیفہ، کشف الظنون:ص۱۵۴۰۔الزرکلی،الأعلام:۱/۲۱۷۔

(۸۹) الکتبی ، فوات الوفیات:۱/۴۳۳۔ابن العماد، شذرات الذھب:۵/۸۸۔

(۹۰) ابن خلکان،وفیات الاعیان:۱/۳۴۷۔طاش کبری زادہ، مفتاح السعادۃ:۱/۲۰۶)

(۹۱) ابن العماد، شذرات الذھب :۵/۲۲۶۔السبکی ، طبقات الشافعیه الکبری :۵/۴۱۔

(۹۲) السیوطی، بغیة الوعاۃ:ص۴۲۔الزرکلی،الأعلام:۶/۱۲۸۔

(۹۳) ابن العماد، شذرات الذھب:۵/۳۴۵۔ الزرکلی، الأعلام:۱/۱۷۵۔

(۹۴) القلقشندی، صبح الاعشی فی صناعة الانشاء:۵/۳۳۔السخاوی، الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ:ص۱۳۴)

(۹۵) الزرکلی، الاعلام:۱/۳۰۸۔السخاوی،الضوء اللامع:۲/۲۸۶۔

(۹۶) جرجی زیدان، تاریخ آداب اللغة:۳/۱۳۳۔الزرکلی، الاعلام:۱/۱۷۷۔السخاوی،الضوء اللامع:۲/۸)

(۹۷) السخاوی، الضوء اللامع:۹/۱۱۷۔الشوکانی، البدر الطالع،مطبعة السعادۃ،القاھرۃ ۱۳۴۸ھ:۲/۲۴۵۔

(۹۸) حاجی خلیفہ،کشف الظنون:ص۱۸۰۔البغدادی،اسماعیل باشا،ھدیة العارفین:۲/۲۱۶۔ الزرکلی، الاعلام:۶/۲۸۹)

(۹۹) جرجی زیدان ، تاریخ آداب اللغة : ۳/۲۲۸۔ الغزی ، الکواکب السائرۃ بأعیان المئة العاشرۃ، بیروت ۱۹۴۵ء:ص۲۲۶۔

(۱۰۰) الزرکلی، الاعلام:۷/۷۰۔جرجی زیدان،تاریخ آداب اللغة:۳/۲۸۸۔

(۱۰۱) الزرکلی،الاعلام:۶/۴۲)

(۱۰۲) کحالة ، معجم المؤلفین:۱۳/۲۶۔ القزوینی ، اسماء القبائل وانسابھا، دار الکتب العلمیه ، بیروت ۲۰۰۰ء: ص۲۲۵.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆